سے اجتناب لازمی ہے۔

دراصل امدادی کمیٹی کی وہ ابتدائی اور سیدھی سادی شکل ہی سب سے زیادہ محفوظ اور جملہ اشتباہات سے پاک ہے جو مدت سے غربا اور متوسط طبقے کی آبادیوں اور محلوں میں رائج ہے۔ اس میں ایسا ہوتا ہے کہ مثلاً بارہ آدمی ہر ماہ دس دس روپے چندہ دیتے ہیں اور ہر ماہ کسی ایک حاجت مند کو جمع شدہ رقم دے دی جاتی ہے۔ اس طرح سال میں ایک مرتبہ ہر آدمی یک مشت اتنی رقم وصول کر لیتا ہے جتنی کہ وہ سال بھر میں بالاقساط ادا کرتا ہے۔ اس اسکیم کی ایک جائز اور ترقی یافتہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ماہانہ چندے کے دو حصے کر لیے جائیں۔ ایک حصہ ہر ماہ جمع ہو کر کسی نہ کسی ضرورت مند کو باری باری سے دیا جاتا ہے اور دوسرا حصہ مجتمع ہو کر امداد باہمی کے اصول پر تجارت میں لگتا رہے۔ سال کے آخر میں نفع و نقصان شمار کر لینے کے بعد یہ دوسرا حصہ بھی حصہ داروں میں تقسیم ہو جائے۔ ان شکلوں کے علاوہ اگر اور ایسی شکلیں ممکن ہوں، جن میں فریب اور حق تلفی کے خدشات نہ ہوں اور جو جوئے اور سود کی آلائشوں سے آلودہ نہ ہوں تو انہیں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کمیٹیوں کی ایسی "ترقی پسندانہ" صورتیں جو بظاہر "تجارت" مگر حقیقت میں "جُوا" ہوں ایک مسلمان کے لیے قطعاً جائز نہیں کہلا سکتیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں بظاہر ہر حصہ دار کو اپنے لیے "منافع" نظر آئے لیکن درحقیقت یہ سب کے لیے خسارے کا ہی سودا ہے۔

حُرمتِ رضاع

سوال۔ دو بھائی ہیں۔ بڑے کے ہاں ایک خاص مہینے بچہ پیدا ہوا۔ اور چھوٹے کے ہاں اس سے اگلے مہینے میں ایک لڑکا ہوا۔ بڑے بھائی کے لڑکے نے اپنی چچی کا دودھ پیدائش سے دو ماہ کے اندر پیا۔ چھوٹے بھائی کے ہاں اسی بیوی سے تین بچے اور ہوئے اور چوتھی مرتبہ آٹھ سال بعد بچی پیدا ہوئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری لڑکی بڑے بھائی کے

اُس لڑکے کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں جس نے آٹھ سال پہلے اپنی چچی (لڑکی کی والدہ) کا دودھ پیا تھا۔ اس جگہ دو تین مثالیں ایسی نظر آئیں جن میں ایسی صورت میں نکاح ہوئے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ صرف ایک ساتھ دُودھ پینے والے بچے رشتۂ مناکحت میں نہیں آسکتے۔ دوسرے بچے جو آگے پیچھے پیدا ہوں وہ آپس میں بیاہے جاسکتے ہیں۔

جواب - ایک لڑکا جب کسی عورت کا دُودھ پی لیتا ہے تو وہ عورت اُس لڑکے کی رضاعی ماں بن جاتی ہے اور اس رضاعی ماں کی ساری لڑکیاں اُس لڑکے کی رضاعی بہنیں بن جاتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب ۔ یعنی جو رشتے از روئے نسب حرام ہیں وہی رشتے اگر رضاعت کے تعلق سے قائم ہو جائیں تو وہ بھی حرام ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک شخص کے لیے ساری رضاعی بہنیں بالکل اُسی طرح حرام ہونگی جس طرح ساری نسبی بہنیں۔ جس طرح نسبی بہن صرف وہ نہیں ہوتی جو بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہو کر اس کے ہمراہ دُودھ پیے بلکہ تمام ماں جائی بہنیں نسب کے لحاظ سے بہنیں ہی ہیں، بالکل اُسی طرح رضاعی بہن صرف وہ نہیں ہے جس کے ساتھ سن رضاعت میں دُودھ پیا جائے بلکہ رضاعی والدہ کی تمام لڑکیاں رضاعی بہنیں ہی ہیں۔ چونکہ یہ ایک بالکل بدیہی استنباط ہے اس لیے اس بارے میں ائمۂ سلف میں کامل اتفاق ہے۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ لڑکا جس لڑکی کے ساتھ دودھ پیتا ہے صرف وہی اُس پر حرام ہے اور لڑکی کی دوسری بہنوں سے نکاح جائز ہے۔ رضاعی بھائی بہن ہونے کے لیے ایک ماں کا ایک ہی وقت میں دودھ پینا لازمی شرط نہیں ہے۔ ایک ہی عورت جن بچوں کو مختلف اوقات میں بھی دودھ پلا دے وہ رضاعی بھائی بہن ہو جاتے ہیں۔

تعجب ہے آپ نے لکھا ہے کہ دو تین مثالیں آپ کے علم میں ایسی ہیں جن میں ایسے زوجین میں نکاح ہوا ہے جنہوں نے ایک ساتھ تو دودھ نہیں پیا مگر آگے پیچھے ایک ہی والدہ کا دودھ پیا ہے۔ طبیعت باور نہیں کرسکتی کہ ایسا ہوا ہوگا۔ لیکن اگر ایسا ہوا ہے تو یہ بات انتہائی افسوسناک بلکہ شرمناک صورتِ حال کا پتہ دیتی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلم معاشرہ اب اپنے دین کے

بارے میں اتنا بے شعور اور بے حس ہو گیا ہے کہ محرمات تک سے لوگ نکاح کر گزرتے ہیں اور اس بارے میں نہ تو وہ احکام شریعت کا خود علم رکھتے ہیں اور نہ ہی کسی صاحب علم کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے کبائر کے ارتکاب کا علم عام طور پر ہو جاتا ہے تب بھی بھری بستیوں میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں نکلتا جو اگر علم دین رکھتا ہو تو خود فریقین کو ٹوکے یا اگر نہ رکھتا ہو تو کم از کم اتنی خلش ہی محسوس کرے جو اُسے کسی عالم سے پوچھ لینے پر آمادہ کرے۔ حرمتِ رضاعت حرمتِ نسب سے کچھ کم سنگین شے نہیں ہے۔ اس کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے اس ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی اور ان کی اہلیہ کے بارے میں ایک عورت نے کہیں سے آکر بیان کیا کہ اُس نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ صحابی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایک مجہول الحال عورت کا قول ہے، ہمیں اس کا کچھ علم نہیں ہے، کوئی مزید گواہ بھی موجود نہیں ہے اور میری ایک عمر اہل و عیال کے ساتھ بسر ہو چکی ہے۔ آپؐ نے یہ سب کچھ سُن کر فرمایا کہ "کیف وقد قیل" (اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ ایسی بات کہہ دی گئی)۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ قانونِ شہادت کے تحت خواہ اس قول کا وزن ہو یا نہ ہو لیکن ایک کھٹک جو اس سے دل میں پیدا ہو جاتی ہے، اُس کا علاج سوائے تفریق کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ صحابی نے فوراً سرِ تسلیم خم کیا اور تفریق کرا دی گئی۔

ضروری اعلان

جماعت کی ایجنسیوں اور مکتبوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ادارہ "چراغِ راہ" کی مطبوعات اور تفہیم القرآن براہِ راست مرکزی مکتبہ سے طلب کریں۔ بلا لحاظ تعداد معقول کمیشن دیا جائے گا۔

مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان اچھرہ، لاہور